# تفہیم القرآن

## الصافات

(۴)

انہوں نے اللہ اور ملائکہ [۸۹] کے درمیان نسب کا رشتہ بنا رکھا ہے، حالانکہ ملائکہ خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ مجرم کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں (اور وہ کہتے ہیں کہ) "اللہ اُن صفات سے پاک ہے جو اُس کے خالص بندوں کے سوا دوسرے لوگ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں پس تم اور تمہارے یہ معبود اللہ سے کسی کو پھیر نہیں سکتے مگر صرف اُس کو جو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھلسنے والا ہو [۹۰] اور ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایک مقام مقرر ہے [۹۱]۔ اور ہم صف بستہ خدمت گار ہیں اور تسبیح کرنے والے ہیں"۔

یہ لوگ پہلے تو کہا کرتے تھے کہ کاش ہمارے پاس وہ "ذکر" ہوتا جو پچھلی قوموں کو ملا تھا تو ہم اللہ

---

۸۹ اصل میں ملائکہ کے بجائے الجنّۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے، لیکن بعض اکابر مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں جن کا لفظ اپنے لغوی مفہوم (پوشیدہ مخلوق) کے لحاظ سے ملائکہ کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ ملائکہ بھی اصلاً ایک پوشیدہ مخلوق ہی ہیں۔ اور بعد کا مضمون اسی بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں الجنّۃ کے لفظ کو ملائکہ کے معنی میں لیا جائے۔

۹۰ اس آیت کا دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے: "پس تم اور تمہاری یہ عبادت، اس پر تم کسی کو فتنے میں نہیں ڈال سکتے مگر صرف اُس کو جو . . . "۔ اس دوسرے ترجمے کے لحاظ سے مطلب یہ ہوگا کہ اے گمراہو، یہ جو تم ہماری پرستش کر رہے ہو اور ہمیں اللہ رب العالمین کی اولاد قرار دے رہے ہو، اس سے تم ہم کو فتنے میں نہیں ڈال سکتے۔ اس سے تو کوئی ایسا احمق ہی فتنے میں پڑ سکتا ہے جس کی شامت سر پر سوار ہو

کے چیدہ بندے ہوتے۔ مگر (جب وہ آگیا) تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔ اب عنقریب انہیں [۹۲]
(اس روش کا نتیجہ) معلوم ہو جائے گا۔ اپنے بھیجے ہوئے بندوں سے ہم پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں
کہ یقیناً ان کی مدد کی جائے گی اور ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا۔ [۹۳] پس (اے نبی) ذرا کچھ مدت
تک انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو اور دیکھتے رہو، عنقریب یہ خود بھی دیکھ لیں گے۔ [۹۴] کیا یہ
ہمارے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں؟ جب وہ ان کے صحن میں آ اترے گا تو وہ دن
اُن لوگوں کے لیے بہت بُرا ہو گا جنہیں متنبہ کیا جا چکا ہے۔ بس ذرا انہیں کچھ مدت کے لیے

---

دوسرے الفاظ میں گویا فرشتے اپنے ان پرستاروں سے کہہ رہے ہیں کہ "بعد ایں دام بر مرغِ دگر نہ"۔

۹۱ یعنی اللہ کی اولاد ہونا تو درکنار، ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم میں سے جس کا جو درجہ اور مرتبہ مقرر ہے اس سے ذرہ برابر تجاوز کرنے تک کی مجال ہم نہیں رکھتے۔

۹۲ یہی مضمون سورۂ فاطر، آیت ۴۲ میں گزر چکا ہے۔

۹۳ اللہ کے لشکر سے مراد وہ اہلِ ایمان ہیں جو اللہ کے رسول کی پیروی کریں اور اس کا ساتھ دیں نیز وہ غیبی طاقتیں بھی اس میں شامل ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اہلِ حق کی مدد فرماتا ہے۔

اس امداد اور غلبہ کے معنی لازماً یہی نہیں ہیں کہ ہر زمانہ میں اللہ کے ہر نبی اور اس کے پیروؤں کو سیاسی غلبہ ہی حاصل ہو۔ بلکہ اس غلبے کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں سے ایک سیاسی غلبہ بھی ہے۔ جہاں اِس نوعیت کا استیلا اللہ کے نبیوں کو حاصل نہیں ہوا ہے، وہاں بھی ان کا اخلاقی تفوّق ثابت ہو کر رہا ہے۔ جن قوموں نے ان کی بات نہیں مانی ہے اور ان کی دی ہوئی ہدایات کے خلاف راستہ اختیار کیا ہے وہ آخر کار برباد ہو کر رہی ہیں۔ جہالت و ضلالت کے جو فلسفے بھی لوگوں نے گھڑے اور زندگی کے جو بگڑے ہوئے اطوار بھی زبردستی رائج کیے گئے وہ سب کچھ مدت تک زور دکھانے کے بعد آخر کار اپنی موت آپ مر گئے۔ مگر جن حقیقتوں کو ہزارہا برس سے اللہ کے نبی حقیقت و صداقت کی حیثیت سے پیش کرتے رہے ہیں وہ پہلے بھی اٹل تھیں اور آج بھی اٹل ہیں۔ انہیں اپنی جگہ سے کوئی ہلا نہیں سکا ہے۔

۹۴ یعنی کچھ زیادہ مدت نہ گزرے گی کہ اپنی شکست اور تمہاری فتح کو یہ لوگ خود اپنی آنکھوں

چھوڑ دو اور دیکھتے رہو، عنقریب یہ خود دیکھ لیں گے۔

پاک ہے تیرا رب، عزت کا مالک، اُن تمام باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں، اور
سلام ہے مُرسلین پر، اور ساری تعریف اللہ رب العالمین کے لیے ہے ۔ ع۵

سے دیکھ لیں گے۔ یہ بات جس طرح فرمائی گئی تھی اسی طرح پوری ہوئی۔ ان آیات کے نزول پر بمشکل ۱۴-۱۵ سال گزرے تھے کہ کفارِ مکہ نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فاتحانہ داخلہ دیکھ لیا، اور پھر اس کے چند سال بعد انہی لوگوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ اسلام نہ صرف عرب پر بلکہ روم و ایران کی عظیم الشان سلطنتوں پر بھی غالب آگیا۔

---

# تفہیم القرآن

## سورۃ صٓ

نام | آغاز ہی کے حرف صٓ کو اس سورہ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

زمانۂ نزول | جیسا کہ آگے چل کر بتایا جائے گا، بعض روایات کی رو سے یہ سورۃ اُس زمانے میں نازل ہوئی تھی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں علانیہ دعوت کا آغاز کیا تھا اور قریش کے سرداروں میں اس پر کھلبلی مچ گئی تھی۔ اس لحاظ سے اس کا زمانۂ نزول تقریباً نبوت کا چوتھا سال قرار پاتا ہے۔ بعض دوسری روایات اسے حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کے بعد کا واقعہ بتاتی ہیں، اور معلوم ہے کہ وہ ہجرتِ حبشہ کے بعد ایمان لائے تھے۔ ایک اور سلسلۂ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو طالب کے آخری مرض کے زمانہ میں وہ معاملہ پیش آیا تھا جس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اسے اگر صحیح مانا جائے تو اس کا زمانۂ نزول نبوت کا دسواں یا گیارہواں سال ہے۔

تاریخی پس منظر | امام احمد، نسائی، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور